...الدین۔ د۔ ل۔ جی
ترجمہ: مولانا محمد صادق خلیل

چین میں اسلام کب پہنچا؟

کلیۃ اللغۃ العربیہ ریاض سعودی عرب کے دو پروفیسروں سید محمود شاکر اور محمد اسد شہاب انڈونیشی کے درمیان اس موضوع پر بحث شروع ہوئی کہ چین میں اسلام کب پہنچا؟ ان کے مباحثہ کی بنیاد وہ عنوان تھا جو مجلہ رابطہ عالم اسلامی کے شمارہ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ میں استاذ محمد اسد شہاب کا چھپا تھا۔ چنانچہ اس مضمون پر استاذ سید محمد شاکر نے تنقید کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے مقالے میں چند غیر تحقیقی باتیں تحریر کی ہیں، خصوصاً چین میں اسلام کے داخل ہونے کی تاریخ کی صحت پر انہیں شدید اعتراض تھا۔ اس لیے استاذ محمد اسد شہاب نے ان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے چین میں اسلام کے آنے کی جس تاریخ کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں میری معلومات تحقیقی ہیں۔ میرے فراہم کردہ معلومات کے مصادر چینی و مالیزی مورخین کے بیان کردہ حالات سے ماخوذ ہیں۔ چونکہ یہ معلومات ان کی تاریخی دستاویزوں سے منقول ہیں اس لیے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تمام معلومات بالکل صحیح ہیں۔ پس اس سے آسانی سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ استاذ محمد اسد شہاب نے تاریخی اقوال اپنے دعویٰ کو صحیح قرار دیتے ہوئے ذکر نہیں کیے بلکہ اس سے غالباً ان کا مقصد یہ ہوگا کہ علم تاریخ کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے حضرات کی توجہ اس موضوع کی طرف مبذول کرائی جائے اور اس مسئلے کو گہرے غور و فکر کے بعد زیر بحث لایا جائے کہ اسلام کے مرکز سے اتنی دور مسافت پر واقع ان ملکوں میں اسلام کی شعاعیں کب پہنچیں اور بحث و تمحیص کے بعد یہ مسئلہ منقح ہو کر سامنے آ جائے اور ان حقائق سے پردہ کشائی کی جائے جو اب تک تاریخ کے دبیز پردوں میں مستور ہیں۔ یقیناً ان حقائق کی آگہی سے اسلامی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔

چین میں اسلام کے داخل ہونے کا موضوع خاصا دلچسپ ہے، چنانچہ بلند پایہ محققین و مؤرخین اور بعض چینی اور عرب دانش ور اس میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں - دراصل اس موضوع کی اہمیت اس لیے کبھی زیادہ باعث کشش ہوئی کہ اس مسئلہ میں ان تاریخی شواہد میں، جن کی بنیاد چینی مصادر ہیں، شدید اختلافات ہیں - چنانچہ راقم الحروف نے اس موضوع کو اپنی بحث و تحقیق کا موضوع بنایا اور واقعاتی انداز میں ان بحثوں کو العلاقات بین العرب والصین میں قلم بند کیا۔ یہ کتاب ۱۹۵۰ء میں قاہرہ میں طبع ہوئی تھی - واقعات و حالات کا جائزہ لینے کے بعد اصل حقائق قارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ صحیح حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے اور غلط فہمیاں دور ہو جائیں] -

چین میں اسلام کن راستوں سے آیا -

یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ چین میں اسلام دو راستوں سے آیا - خشکی کے راستہ سے اسلامی لشکر قتیبہ بن مسلم باہلی کی قیادت میں وسطی ایشیا سے گزرتا اور کاشغر کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا تو ۹۶ھ مطابق ۷۱۵ء میں اہل عرب کا ایک وفد ہبیرہ بن مشمرج کلابی کی سرکردگی میں خشکی کے راستے چینی مملکت کی جانب روانہ کیا گیا تھا - جب یہ وفد چین کے دارالسلطنت سی آن میں پہنچا تو وفد کے قائد نے بادشاہ چین سے مندرجہ ذیل باتیں پیش کیں - اولاً یہ کہ آپ مسلمان ہو جائیں یا ہمارے ماتحت بن کر جزیہ ادا کریں اور اگر ان دونوں صورتوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر جنگ کریں اور یہ ذہن نشین رکھیں کہ ہم اس وقت تک اپنے وطن واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ چین کی سرزمین کو اسلامی سلطنت کے زیر نگیں نہ لے آئیں گے - اس پر چین کے بادشاہ نے اسلامی وفد کو اپنے ملک سے نکالنے کے لیے اپنے مشیروں سے صلاح مشورہ کیا - اسلامی وفد کے آنے کا یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری میں موجود ہے - لیکن مغربی مفکرین، مسلمان مؤرخین اور چینی محققین، چین میں اسلام کی آمد کے بارے میں کسی متعین تاریخ پر متفق نہیں ہو سکے اور نہ ہی اس راز کو بے نقاب کر سکے کہ وہ کون خوش قسمت انسان ہے جو سب سے پہلے چین کی

سرزمین چین دولت اسلام کے ساتھ دار دہو تھا۔

چند متناقض روایات

پہلی روایت: تانج شو قدیم چینی مورخ اور بعض جدید مورخین رقم طراز ہیں کہ بادشاہ یونگ خوی کے عہد حکومت کے دوسرے سال یعنی ۶۵۱ء میں اسلامی وفد چین پہنچا تھا۔ اس نے بادشاہ کو بتایا کہ اسلامی ریاست کے سربراہ کو امیر المومنین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ اسلامی سلطنت قائم ہوئے تقریباً ۳۴ سال گزر چکے ہیں اور اس وقت تیسرا خلیفہ حکومت کی زمام سنبھالے ہوئے ہے۔

دوسری روایت: چین کی متداول تاریخ کی کتابوں میں بھی مسلمان عربوں کے وفد کا تذکرہ ملتا ہے کہ یونگ خوی کے عہد اقتدار میں چینی دارالسلطنت میں ایک وفد پہنچتا ہے تو اعلان کرتا ہے کہ مملکت فارس کے مغرب میں اسلامی حکومت معرض وجود میں آ چکی ہے۔ بلکہ فارس اور شام پر بھی اسلامی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اس وقت اسلامی فوج کی تعداد ۴۰۶٬۰۰۰ ہے۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے خوف زدہ ہے، تیس سال کے عرصے میں مملکت کے حدود کا نقشہ اسلام کے عالمگیر وصف کا منظر پیش کر رہا ہے اور اس وقت تیسرا خلیفہ برسر اقتدار ہے۔

تیسری روایت: منج شو میں فوکین کے تذکرہ میں تحریر ہے کہ جنوبی تشوان تشو کے مشرق میں ایک پہاڑی کے دامن میں مدینہ منورہ کے دو مسلمان بزرگ مدفون ہیں، چنانچہ اس شہر کے مسلمان اس خبر کو متواتر سمجھتے ہیں کہ کائی ہوانگ بادشاہ کے عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی آپ مکہ اور مدینہ میں تئیس سال تک احکام خداوندی کی تبلیغ میں سرگرم رہے، آپ صاحب کتاب پیغمبر تھے، نیکی کے کاموں کی تلقین کرتے اور برے کاموں سے روکتے تھے۔ ارشادات خداوندی پر لبیک کہتے ہوئے لوگوں کو راہ حق کی دعوت دیتے رہے، آپ نے اپنے جاں فروش شاگردوں میں سے چار صحابہ کرام کو دوتہ (۶۱۸-۲۶

کے دور حکومت میں چین کی طرف بھیجا۔ ان میں سے ایک نے کانتون کو اپنا وطن بنایا، دوسرے نے یانچ تشو کو مسکن ٹھہرایا۔ دونوں اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے اور دعوت و تبلیغ اسلام کے لیے انھوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ تیسرے اور چوتھے صحابی تشوان تشو علاقہ کی طرف گئے اور وہیں اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ وہیں فوت ہوئے اور پہاڑ کے دامن میں دفنائے گئے۔

چوتھی روایت: استاذ ہیرت جو بوفانچی کتاب کا مترجم ہے، یہ کتاب جو یوکوان کی مرتب کردہ ہے۔ یہ شخص بارھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ وہ کتاب کے مقدمہ میں منہج تاریخی حیثیت کے بیان میں رقم طراز ہے کہ چین میں بحری راستہ کی طرف سے اسلام کی آمد ۶۲۲ء میں ہوئی۔ اس اثنا میں چار صحابی دعوت اسلام پیش کرنے کے لیے چین کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کانتون، دوسرے نے یانچ تشو، تیسرے اور چوتھے نے تشوان تشو میں اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔

پانچویں روایت: دسویں صدی کے یانگ دئی کا کہنا ہے کہ ۶۲۸ء میں اسلام چین میں پہنچا ہوا یوں کہ اس وقت کے بادشاہ تسینچ نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سر پر پگڑی باندھے ہوئے ہے اور وہ اس کو وحشی خونخوار جانور کے حملے سے بچانے کے لیے نبرد آزما ہے جب کہ وحشی جانور نہایت بے باکی کے ساتھ بادشاہ پر حملہ آور ہے اور بادشاہ اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کر پاتا۔ بادشاہ صبح سویرے نیند سے بیدار ہوتا ہے، اپنے وزیروں اور اعیان سلطنت سے اس خواب کی تعبیر پوچھتا ہے۔ ایک وزیر نے کہا سر پر پگڑی باندھنے والا شیخ عرب کا شیخ ہے، کیا آپ نہیں جانتے کہ آج کل عرب کی سلطنت بہت مضبوط ہے اور اس کی حدیں وسیع تر ہوتی جا رہی ہیں اور حملہ آور وحشی جانور اس ملک کے عوام ہیں جو حکومت کے خلاف بغاوت پر اتر آئے اور بازاروں میں نکل آئے ہیں اور ملک میں انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ پھر ان کی بغاوت مسلمان فرمانروا کے ہاتھوں فرو ہونے کی اور حکومت کے خلاف محاذ آرائی کا

انسداد کیا جا سکے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے عرب حکومت کی طرف ایک سفیر بھیجا کہ وہ اسلامی حکومت کے سربراہ سے اسلامی لشکر کے روانہ کرنے کی درخواست کرے تاکہ عوام کی باغیانہ سرگرمیوں کو کچلا جا سکے۔ چنانچہ اس درخواست پر ارضِ چین کی طرف جن کمانڈروں کے زیرِ قیادت لشکر روانہ کیا گیا ان میں سے ایک کا نام قیس، دوسرا ادریس اور تیسرے کا نام وقاص تھا۔ قیس اور ادریس شدید گرمی اور ناموافق آب و ہوا سے بیمار پڑ گئے اور راستے میں ہی وفات پا گئے۔ البتہ وقاص بخارہ اور سامی کے راستے چین کی سرزمین میں داخل ہوا۔ بادشاہ نے ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، وقاص نے بادشاہ کو خبردار کیا کہ اسلام جاننے کے لیے ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک کو سمجھا جائے۔ اس کے بعد تین بار اس عرب نے چین کی طرف سفر کیا۔ پہلی دفعہ دینی کتابیں لے کر چین پہنچا، دوسری مرتبہ دعوت و ارشاد کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایات حاصل کرنے کی غرض سے سفر اختیار کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا جو احکام نازل ہو چکے ہیں، ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ، اور جو احکام تدریجاً اللہ کی طرف سے آتے رہیں گے، ان کو بعد میں آپ کی طرف بھیج دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ جب آپ بیمار تھے آپ کی بیمار پرسی کے لیے آیا اور واپسی میں قرآن پاک کا مکمل نسخہ اپنے ساتھ لایا۔ باقی عمر وہیں رہا۔ بالآخر کانٹن میں فوت ہوا۔ اب تک اس کی قبر وہاں موجود ہے۔

چھٹی روایت: کتاب علاقۃ الصین القدیم بالعرب، (جس کو ۱۹۰۷ء میں اڑشیدیٹ ڈی ویوس ویسی نے ایڈٹ کیا اور پروفیسر مورجان انگریز مفکر نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے مجلہ دی نوٹیکس مارچ ۱۸۸۲ء میں شائع کیا) میں بیان کیا کہ تسنج کوان ۶۳۲ء کے عہد سلطنت کے چھٹے سال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ کا بیٹا جب تین ہزار فوج لے کر چین کی طرف روانہ ہوا تو اس کے پاس قرآنِ مجید کا ایک نسخہ بھی تھا، یہ شخص بہترین اوصاف اور اچھے اخلاق کا مالک تھا، چنانچہ بادشاہ نے عزت و اکرام کے ساتھ دارالسلطنت میں اس کے قیام کا انتظام کیا اور عظیم الشان جامع مسجد کی تعمیر کا حکم دیا، جب ان کی دعوت و ارشاد

میدان وسیع ہو گیا اور لوگ دیوانہ وار اسلام کی دعوت کو قبول کرنے لگے تو مزید دو مسجدیں ایک کیا نگ چنج میں، جس کو آج کل فانگین کے نام سے پکارا جاتا ہے، اور دوسری کانتون میں تعمیر کروائی۔ چنانچہ ابن حمزہ نے اسلامی احکام، اسلامی نظام اور ارکانِ دین کے بارے میں اپنے رفقا کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ طے پایا کہ مذہبی امور میں تین عہدے قائم کر کے امام، مؤذن، خطیب کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے اپنے حلقوں میں اسلام کے مبادی کی تشریح اور دعوت الی الخیر کے کاموں میں گہری دلچسپی لیں اور لوگوں کو خدا کی مرضی سے منحرف ہونے اور بری عادتوں سے باز رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور جو لوگ اسلام کی مخالفت کریں انھیں عذابِ خداوندی سے ڈرائیں۔

ساتویں روایت: تمام چینی مسلمان بالاتفاق قائل ہیں کہ وانی شن نزی نامی مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار کے طور پر تعمیر کی گئی۔ اس کا سنگ بنیاد سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ رکھا گیا اور انھوں نے اس شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ یہیں رہے اور یہیں فوت ہوئے۔ چنانچہ ان کی قبر شہر کے باہر موجود ہے جس کے پتھر پر تحریر ہے کہ اس قبر میں مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے پیغمبر عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سعد بن ابی وقاص مدفون ہیں۔

۶۲۲ء میں جب کہ شنگ خاندان کا بادشاہ تائی سنگ برسرِ اقتدار تھا، اس نے جانچ آن شہر میں سعد بن ابی وقاص کے علم و فضل سے متاثر ہو کر مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ سعد بن ابی وقاص کی تبلیغ کا خاطر خواہ اثر رہا۔ لوگوں کی معتدبہ تعداد مشرف باسلام ہوئی۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد نانکین اور کانتون کے شہروں میں بھی مسجدیں تعمیر ہو گئیں۔ مسلمان اجتماعی طور پر ان میں عبادت کرتے اور کتاب و سنت کی اشاعت میں مصروف رہتے تھے۔ اس اثنا میں سعد بن ابی وقاص واپس عرب جانے کے لیے کانتون سے کشتی پر سوار ہوئے لیکن جونہی کشتی ہندوستان کے ساحل پر پہنچی تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے چین میں دعوت و ارشاد کے لیے بھیجا گیا تھا، واپسی کے لیے ابھی تک کوئی حکم نامہ موصول نہیں ہوا، بس اس خیال

رہا تھا کہ دوبارہ چین کی طرف کشتی کا رُخ موڑ دیا، لیکن ابھی کشتی کانتون کے ساحل تک پہنچنے نہ پائی تھی کہ سعد بن ابی وقاص داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور کانتون تک ان کی میت صحیح سالم رہی اور اس کے نواح میں انھیں سپرد خاک کیا گیا۔

چینی روایت : چینی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ چین کے قدیم دار الخلافہ جانچ ان کی جامع مسجد پر جو کتبہ نصب کیا گیا ہے وہ چین میں اسلام کے داخل ہونے کی تاریخ کا پتہ دیتا ہے۔ اس سے زیادہ پرانی شہادت کوئی پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس کتبہ پر جو عبارت تحریر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں پرانی جامع مسجد کی تعمیر کا ۱۴۷ء میں تیان بادشاہ کے عہد سلطنت کے سال اوّل کے تیسرے ماہ میں آغاز ہوا اور تیسرے سال کے آٹھویں ماہ کی اکیس تاریخ کو اس کی تکمیل ہوئی۔ اس کی تعمیر کے بعد مزید دو مسجدیں نانکیں اور کانتون میں تعمیر کی گئیں۔

کانتون میں کون صاحب مدفون ہیں؟

جامع مسجد کی تعمیر کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سعد بن ابی وقاص کی تعمیر کردہ نہیں جو عہد رسالت میں چین پہونچے اور نہ ہی اس کو ۶۴۰ء سے قبل اسلامی آثار میں سے قرار دیا جا سکتا ہے، پس جب ہم تاریخی شواہد کی روشنی میں اس بات کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرسکتے کہ جانچ آن کی تینوں جامع مسجدیں ایک ہی شخص کی تعمیر کردہ ہیں تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ کانتون کی جامع مسجد جانچ آن کی جامع مسجد کے بعد تعمیر ہوئی، اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں کہ کانتون میں مدفون شخص سعد بن ابی وقاص نہیں ہے، جس کو تاریخ اسلام میں مشہور صحابی اور جرنیل کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے اس لیے کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اور بقیع الغرقد میں دفن ہیں معلوم ہوا کہ کانتون میں مدفون شخص غالباً وہ ہوگا جو آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں کانتون کا سفر اختیار کرتا ہے، وہیں فوت ہوتا ہے اور وہیں مدفون ہوتا ہے۔

چین میں ورودِ اسلام کے تاریخی شواہد میں اختلاف

چین میں اسلام کی آمد کی تاریخ کے تعین کے بارے میں چینی مصادر کی شہادتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، نیز وہ کون خوش نصیب شخص ہے جس نے اسلام کے پرچم کو چین میں پہلے پہل لہرایا، اس سلسلے میں اولاً میں نے عربی مصادر کو اپنے غور و فکر کا محور بنایا کہ شاید تاریخی لحاظ سے کوئی ایسا اشارہ مل جائے جس سے ان چینی مصادر کے اقوال کو تقویت حاصل ہو جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص یا ابن حمزہ ۶۱۸ء - ۶۲۲ء کے درمیان چین پہنچے لیکن عربی مصادر سے مجھے یہ معلومات نہ مل سکے، چنانچہ تاریخ ابن ہشام واقدی اور قرن اول کی دیگر مستند کتب تاریخ اس تذکرہ سے خاموش ہیں کہ عہد رسالت یا خلفائے راشدین کے دور میں کوئی صحابی چین میں وارد ہوا، البتہ سلیمان سیرافی کے سلسلۃ التاریخ میں (جو ۸۵۱ء کی تالیف کردہ ہے)، کتاب میں چین میں اہل اسلام کے کوائف کے بارے میں مرقوم ہے کہ خانفو جس کا نام موجودہ دور میں کانتون ہے میں مسلمان کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ چین کے بادشاہ کی طرف سے مسلمانوں پر ان ہی میں سے ایک قاضی مقرر ہوتا ہے جو مسلمانوں کی امامت اور خطبہ کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ نیز خطبہ میں اسلامی خلیفہ کی سربلندی کے لیے دعا مانگتا ہے لیکن کسی مسجد کی تعمیر کا تذکرہ نہیں ہے۔ ہاں اس میں چینیوں کے ایک مشروب کا تذکرہ ملتا ہے جس کو وہ ایک مشہور درخت کے پتوں سے تیار کرتے تھے، ان دنوں اس کا نام ساخ تھا اور موجودہ دور میں اس کا نام چائے ہے۔ عرب اسلامی مؤرخین اصطخری، مسعودی، یعقوبی، یاقوت حموی، دیگر محققین، چین کی تاریخ کے تذکرہ میں مساجد کے ذکر سے خاموش ہیں، ان کے بعد مشہور سیاح ابن بطوطہ چین کے سفرنامہ میں ان مسلمانوں اور علما کے احوال کا ذکر تو کرتا ہے جن سے اس کی ملاقات ہوئی، لیکن چین میں اسلام کب پہنچا اور کس دور میں مسجدیں تعمیر ہوئیں اس بارے میں خاموش ہے۔ موجودہ دور کے معاصر مؤرخین شیخ بیرم ٹیونسی، امیر شکیب ارسلان، ترکی، ابو العز پاشا، استاذ فرید وجدی نے اپنی کتابوں میں چین میں اسلام کی آمد کے موضوع کو

چھیڑا ہے لیکن ان کی تاریخی روایات کا ماخذ معاصر مستشرقین کی تالیف کردہ کتابیں ہیں، جنہوں نے ان معلومات کو چین کے متاخر مورخین سے لیا۔ چنانچہ یہ اہلِ علم چینی مصادر کے اختلاف کی وجہ سے تناقض کا شکار ہو گئے۔

شیخ بیبر ٹیونسی (ولادت ۱۸۴۰ء متوفی ۱۸۸۹ء) پہلا عرب مورخ ہے جس نے ذکر کیا کہ (مسلمان) چینی زبان میں (ھوی ھوی) اور (مسجد) کو خوی خوی تانج اور (پاکیزہ دین اسلام) کو ہیں تسنج جیو) کے ناموں سے پکارا جاتا ہے، ان کے علاوہ بھی چین کے مسلم معاشرہ میں دیگر اسلامی اصطلاحات کا پتا چلتا ہے۔ امیر شکیب ارسلان نے حاضر العالم الاسلامی میں چینی مسلمانوں کے احوال ذکر کرتے ہوئے بعض مفید معلومات بیان کرکے تاریخ میں قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔ نیز گزشتہ صدی میں چینی مسلمانوں نے جن سنہری کارناموں کو سرانجام دیا ان کی نقاب کشائی کی ہے، ان تمام معلومات کا ماخذ (بعثات دوالون الفرنسیة) کی تقریریں اور ڈابری تریسان کی کتاب المحمدیہ فی الصین ہے لیکن چین میں اسلام کب آیا۔ اس بارے میں پختہ شہادت موجود نہیں۔ اتربی ابوالعز پاشا اپنی کتاب میں نبذة عن الصین کے تحت رقم طراز ہیں کہ ایک صحابی جس کا نام وہب بن رعشہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد راستے کی مشکلات کو عبور کرتا ہوا چین پہنچا وہاں سکونت اختیار کی، چینیوں کے عادات و اخلاق کا گہرا مطالعہ کیا، ان کی زبان سیکھی، اسلام کی تبلیغ کے لیے میدان ہموار کیا، تھوڑے ہی عرصے میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

میری جدوجہد

بہرحال جب اس موضوع پر واقعات و حقائق معلوم کرنے کے لیے میں نے تاریخی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا اور استاذ اتربی ابوالعز پاشا کی کتاب پر تحقیق کی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مستند قدیم عربی کتابوں میں اشارةً بھی موجود نہیں کہ آنحضرتؐ کے عہد میں کوئی صحابی چین پہنچا۔ چنانچہ دوبارہ استاذ اتربی سے اس کے ماخذ کی جستجو میں قاہرہ ۱۹۳۲ء میں ان

کے دولت کدہ پر حاضر ہوا اور میں نے روایت کا حوالہ طلب کیا تو انھوں نے حوالہ بتانے سے معذوری کا اظہار کیا۔ البتہ یہ کہا کہ فراغت کے اوقات میں حوالہ ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے گی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد (۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کو) اس امید سے ان کے نام مکتوب ارسال کیا کہ شاید میرا مقصد حل ہو جائے، چند روز بعد ان کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ آج سے کم و بیش ۳۰ سال پیشتر مختلف کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس حوالے پر نظر پڑی تھی۔ اب بسیار کوشش کے باوجود مجھے حوالہ نہیں مل سکا ہے تاہم اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں وہ اس کی صحت میں کچھ شک نہیں کہ وہب بن منبہ عہد رسالت میں چین گئے تھے۔ لیکن ایک محقق کی حیثیت سے میرے لیے ممکن نہیں کہ میں چینی اسناد کو تسلیم کروں، واقعات سے ان کی تائید نہیں ہوتی ہے اور بحث و تمحیص کے میدان پر منطقی قواعد کے لحاظ سے بھی ان کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ ان حوالوں کو صحیح سمجھا جا سکتا ہے جو چینیوں کی عام تاریخ کی کتابوں سے لیے گئے ہیں۔

تاریخ تصوف (قبل از اسلام)

از: بشیر احمد ڈار

تصوف علم و عمل کا ایسا شاندار مجموعہ ہے جو انسان کے چند فطری تقاضوں کی تسکین کا باعث ہے۔ اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اسلام سے پہلے تصوف کے سلسلے میں جو افکار پیش کیے گئے ہیں ان کا تنقیدی اور تاریخی جائزہ لیا جائے۔ آرفیس، فیثا غورث، عرفانی حکما، افلاطون، عہد عتیق کے نوشتے، فیلو، مثردی اسرار، ہرمیس، عہد جدید کے نوشتے، پولوس، آگسٹائن، لاؤزی وغیرہ کے افکار و نظریات پر مکمل بحث۔

صفحات: ۲۲۲ — قیمت ۵ روپے

ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور